اسلامی مالیاتی اداروں میں عقد استصناع کا استعمال، تطبیق، دستاویزی مراحل اور متعلقہ مسائل کا شرعی و تحقیقی جائزہ

Istisnaʿ as a Product of Islamic Financial Institutions: Evolution, Application, Documentation and Analysis of Shariʿa Issues

مقالہ نگار: **ڈاکٹر محمد مشتاق احمد**

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سوات

معاون مقالہ نگار: **ضیاء الدین**

لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سوات

ziaud_din@hotmail.com

ABSTRACT

The growth of Islamic banking system since the previous two decades is phenomenal, the demand and expectation of the Muslim population all around the world is also increasing from the system, to coup the demand of the people, experts in the industry are working to introduce innovative products. Istisnaʿ is also introduced as a product in Islamic banking system and being used to carry out the demands. However sharia compliance of each and every product should be the essence of the product. In this paper, the product of Istisnaʿ, history of regulatory guidelines of State bank of Pakistan and present practice of Istisnaʿ as a product of Islamic Banks and documentation of Istisnaʿ product in Islamic financial institutions in different phases of Istisnaʿ is examined in detail, different shariʿa issues are discussed and remedial measures are suggested in the light of sharia.

Keywords: Istisnaʿ, Islamic banking, Documentation, sharia issues etc

تعارف

شریعت اسلامیہ میں انسانی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے تمام گوشوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ چاہے عبادات ہوں یا اخلاقیات، معلاملات ہوں یا معاشرت، ہر ایک کے لئے ضروری ہدایات اور راہنما اصول متعین کئے گئے ہیں۔ معاملات کے حوالے سے شریعت اسلامیہ نے ان چیزوں کا احاطہ معاوضات، غیر معاوضات اور شراکت و مضاربت کے اصول میں بیان کیا ہے۔ عقود المعاوضات میں عمومی طور پر شریعت اسلامیہ دوسری شرائط کے ساتھ ساتھ مبیع یعنی جو چیز اس عقد کا موضوع ہے اس کے تعین اور موجودگی کا تقاضا کرتا ہے تاکہ خرید وفروخت کے ان معاملات میں کسی بھی قسم کے تنازع سے بچا جا سکے۔ ضرورت کی بناء پر شریعت اسلامیہ میں اس عام شرط سے صرف دو معاملات میں استثناء کا تصور موجود ہے۔

ا۔عقد سلم۔ ۲۔ عقد استصناع۔

عصر حاضر میں اسلامی مالیاتی اداروں نے اپنے صارفین کی سہولت کے لئے دوسرے عقود کے ساتھ ساتھ ان دونوں معاملات سے بھی استفادہ کرنا شروع کردیا ہے۔ان دونوں میں خصوصی طور پر عقد الاستصناع اس لحاظ سے زیادہ منفرد حیثیت کا حامل ہے کہ اس میں سلم سے بھی زیادہ سہولت موجود ہے۔کیونکہ اس میں ثمن یعنی قیمت کی پیشگی ادائگی ضروری نہیں بلکہ اس کی ادائگی میں تاخیر بھی کی جاسکتی ہے۔ان سہولیات کو مد نظر رکھتے ہوئے پاکستان میں بھی اسلامی مالیاتی اداروں نے اس عقد کو بحیثیت پراڈکٹ متعارف کروایا ہے۔لیکن کسی عقد کے عام استعمال اور مالیاتی اداروں کا بحیثیت عقد تمویل استعمال مختلف ہوتا ہے۔اس میں بہت سارے عملی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان عملی مشکلات کے حوالے سے شرعی اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کا تجزیہ اور حل نکالنا ضروری ہوتا ہے۔

اس مقالے میں عقد استصناع بطور تمویل استعمال، پاکستان میں اس حوالے سے کئے جانے والے کام اور موجودہ بینکاری نظام میں عقد استصناع کے بطور تمویل استعمال کے طریقے اور دستاویزات کا جائزہ لیا گیا ہے اس کے ساتھ ساتھ عصر حاضر میں اس کے استعمال اور اس حوالے سے پیش آنے والے مسائل اور ان کے حل کے لئے کئے جانے والے اقدامات کی شرعی تحقیق و جائزہ پیش کیا جائے گا۔

استصناع کے معنی: استصناع باب استفعال کا مصدر ہے، مجرد میں باب فتح یفتح سے آتا ہے، صنع کا معنی ہے بنانا، المنجد میں ہے صنع یصنع صنعاً و صنع الشئی ای عمله، یعنی کسی کام کا کرنا۔[1] لسان العرب میں ہے صنع یصنع صنعاً وصانعاً، واصطنع فلاناً خاتماً اذا سال الرجل ان یصنع له خاتماً واصطنع الشئی، ای دعا الی صنعه۔

استصناع کی اصطلاحی تعریف: استصناع کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں۔ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں ،طلب العمل منه(ای من الصانع) فی شئی خاص علی وجه مخصوص لعمل[2] یعنی کسی چیز کے بنانے والے (صانع) سے مخصوص طریقہ سے جو معلوم ہو کسی عمل کی طلب کرنا۔ علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔هو عقد علی مبیع فی الذمّة شرط فیه العمل[3]،یعنی ایسے مبیع پر عقد کرنا جو واجب فی الذمہ ہو اور اس میں عمل کی شرط بھی لگائی گئی ہو۔

استصناع کی مشروعیت: اکثر احناف کے ہاں استصناع ایک مستقل مشروع عقد ہے۔امام زفر رحمہ اللہ استصناع کو عقد مشروع نہیں مانتے جبکہ ائمہ ثلاثہ اس کو سلم کے اساس پر مشروع مانتے ہیں۔

عقد استصناع کی شرائط: استصناع کی شرائط مختصراً درج ذیل ہیں:

ا۔ جس چیز کا عقد کیا گیا ہو یعنی مستصنع اس کی جنس، نوع اور قدر کا معلوم ہونا تاکہ جہالت لازم نہ آئے[4]

۲۔ استصناع ایسی چیزوں میں ہو سکتا ہے جن میں لوگوں کے درمیان تعامل ہو مثلاً برتن، جوتے، گھر بنانا وغیرہ کیونکہ اگر استصناع

ایسی چیز کا کیا جائے جس کا تعامل نہ ہو تو پھر اس میں قیاس کی طرف رجوع کیا جائے گا[5]۔

۳۔امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ استصناع کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس میں اتنی مدت تک بیع مؤخر نہ کیا گیا ہو جتنی مدت تک سلم میں جائز ہے۔ حضرات صاحبین فرماتے ہیں کہ استصناع میں جس چیز کی بنوائی مطلوب ہوتی ہے اس چیز کے مختلف ہونے کے اعتبار سے مدت مختلف ہو سکتی ہے اس لیے استصناع کو کسی مخصوص مدت کا پابند نہیں بنایا جا سکتا۔ حضرات صاحبین کا قول عصر حاضر کے معاملات کے حوالے سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے کیونکہ جدید معاملات میں خصوصاً ہاؤس فائنانسنگ میں کنسٹرکشن یا روڈ کنسٹرکشن وغیرہ میں کافی مدت درکار ہوتی ہے اس لئے متاخرین حضرات نے حضرات صاحبین کے قول میں وسعت کی بناء پر اس قول کو ترجیح دی ہے[6]۔

استصناع کے بنیادی شرعی ہدایات کے بعد عصر حاضر میں مالیاتی اداروں کی جانب سے اس کے استعمال کے حوالے سے اس کا جائزہ لیا جانا ضروری ہے۔ سب سے پہلے عقد استصناع کے حوالے سے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی جانب سے کی جانے والی پیش رفت کا جائزہ لیا جائے گا جس سے عقد استصناع کے بطور تمویل ابتدائی مراحل اور اس کے بعد ارتقائی مراحل کو ذکر کیا جائے گا۔

اسٹیٹ بینک آف پاکستان اور عقد استصناع کے حوالے سے کی جانے والی پیش رفت کا جائزہ

اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے اسلامائزیشن کے اقدامات میں سے ایک قدم 1984 میں یہ اٹھایا کہ مختلف اسلامی تمویلی طریقہ کار کے حوالے سے سرکلر جاری کئے (جن میں ان تمویل طرق کی وضاحت کی گئی تھی۔ان میں بنیادی طور پر مرابحہ ،اجارہ، مضاربہ اور کسی حد تک شراکت کا حوالہ ملتا ہے۔ اگرچہ بعد میں مختلف علمائے کرام کی تنقید کے بعد اس نظام میں کافی تبدیلیاں کی گئیں لیکن اس ابتدائی مرحلے میں ان عقود میں استصناع کا تذکرہ نہیں ملتا[7]۔

جون 2001 میں سپریم کورٹ کے تاریخی فیصلے کے بعد کہ جس میں بینکوں میں سودی معاملات کو حرام قرار دے کر حکومت پاکستان کو اس کے متبادل کے لئے اقدامات کا حکم دیا گیا تھا۔

Commission for Transformation of Financial System (CTFS)

کا قیام سابقہ گورنر اسٹیٹ بینک آئی۔اے۔ حنفی کی سرکردگی میں لایا گیا تھا۔اس کے دو ٹاسک فورس بنائے گئے جن میں سے ایک کا قیام منسٹری آف فائنانس میں لایا گیا جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ حکومت کو مالیاتی نظام میں سود کے خاتمے کے حوالے سے سفارشات سے جبکہ دوسرے ٹاسک فورس کا قیام لاء منسٹری میں لایا گیا تاکہ وہ اس حوالے سے قانونی رہنمائی کا کام دے۔اسی طرح اسی کمیشن نے اسٹیٹ بینک آف پاکستان میں ایک کمیٹی قائم کی جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ اس حوالے سے تمویل اور عقود تمویل کی جانب رہنمائی کے ساتھ ساتھ اس طرح کے معاہدات تیار کرے جو اس نئے نظام میں کارآمد ہوں۔ کمیشن نے اپنی رپورٹ میں اسلامی تمویل کے لئے تفصیلی رہنمائی کی۔اور مختلف عقود کی بطور تمویل کارآمد ہونے اور ان کو بروئے کار لانے کی سفارش کی[8]۔ ان عقود میں

مرابحہ، اجارہ، مشارکہ، مضاربہ کے ساتھ ساتھ عقد الاستصناع کا بھی تذکرہ تھا کہ استصناع کو بطور تمویل پاکستان کے مالیاتی نظام میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ کمیشن اپنی رپورٹ میں رقم طراز ہے:

It is a contractual agreement for manufacturing goods and commodities, allowing cash payment in advance and future‹ delivery or a future payment and future delivery. Istisnaʿ can be used for providing the facility of financing themanufacture or construction of houses, plants, projects, and building of bridges, roads and highways.

عقد الاستصناع میں مصنوعات کی صناعت اور سامان کی تیاری کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جہاں کسی کو نقد رقوم کی ضرورت ہو۔ اس صورت میں مستقبل میں سامان کی ڈلیوری کرنا ہو گی۔ مزید استصناع کو گھروں، بڑے بڑے پلانٹوں پلون، روڈ، موٹر ویز اور گھروں کی تعمیر میں بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔[9]

اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے 15 اپریل 2005 کو اپنی شریعہ کمیٹی کی منظوری کے بعد بینکوں کے لئے مختلف اسلامی تمویلی پراڈکٹس کے بنیادی لازمی عناصر اوران کے معاہدات جاری کئے جن میں عقد استصناع کے لئے بھی ہدایات اور ماڈل معاہدہ شامل تھا۔ اس میں یہ وضاحت بھی کی گئی کہ یہ ایک ماڈل معاہدہ ہے جبکہ مختلف مالیاتی ادارے اپنی ضرورتوں کو دیکھتے ہوئے اپنے شریعہ بورڈ کی منظوری سے ان معاہدات میں ترمیم واضافہ کر سکتا ہے یاان معاہدات کی روشنی میں معاہدات کی تیاری کا کام کر سکتا ہے[10]۔

25 مارچ 2008 کو اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے پاکستان میں کام کرنے والے اسلامی مالیاتی اداروں میں شرعی نگرانی کے تصور کے حوالے سے ایک اہم قدم اٹھایااور شریعہ کمپلائنس کے لئے ایک نوٹفیکیشن جاری کیا۔ اس نوٹیفیکیشن میں جہاں دوسرے حوالوں سے شریعہ کمپلائنس کے حوالے سے ہدایات موجود تھیں اس میں عقد استصناع کا تعارف، اس کی بنیادی شرائط کا ذکر تھا[11]۔ نیز اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے اسلامی مالیاتی اداروں کے لئے ایک دستی کتاب شائع کی جس میں ان تمام عقود اور ان کے استعمال کے حوالے سے معلومات موجود تھیں۔ جن میں ان عقود کی پراسس فلو، ان کی اکاونٹنگ اور ان عقود میں رسک کا تذکرہ موجود ہے۔ ان عقود میں استصناع بطور تمویل اسلامی مالیاتی اداروں میں اس کے استعمال کے طرق، اس کی شرائط اور بنیادی ارکان کے ساتھ ساتھ جہاں جہاں پر عقد الاستصناع میں خطر اور رسک کا عنصر پایا جاتا ہے، ان کی نشاندہی کی گئی ہے[12]

پاکستان میں اسلامی مالیاتی اداروں میں عقد استصناع بطور تمویل کارکردگی کا جائزہ

گذشتہ چند سالوں میں پاکستانی مالیاتی ادارے استصناع کو بطور تمویل استعمال کر رہے ہیں۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی طرف سے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق سال 2016 میں اسلامی[13] مالیاتی اداروں کی جانب مرابحہ، اجارہ، مشارکہ اور استصناع وغیرہ کو بطور تمویل استعمال کیا گیا جن میں سے عقد الاستصناع کا حصہ بطور تمویل پہلی سہ ماہی میں کل سرمایہ کاری کا آٹھ فیصد جبکہ دوسری سہ ماہی میں آٹھ اعشاریہ چار فیصد جبکہ تیسری سہ ماہی میں آٹھ اعشاریہ نو فیصد ریکارڈ کی گئی۔ جبکہ آخری سہ ماہی میں آٹھ اعشاریہ 4 فیصد

رہی۔ سال 2017 کے ابتدا میں یہ شرح چھ اعشاریہ دو فیصد جبکہ سال کے اختتام تک یہ شرح کل سرمایہ کاری کا آٹھ اعشاریہ دو فیصد رہی۔ سال 2018 پہلی سہ ماہی میں عقد استصناع بطور تمویل کل سرمایہ کاری کا سات اعشاریہ سات فیصد جبکہ دوسری سہ ماہی میں چھ اعشاریہ چار فیصد رہی[14] ان اعداد و شمار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عقد استصناع کے بطور تمویل استعمال میں اس طرح بڑھوتری نہیں ہوئی جس طرح اس استعمال ہونا چاہئے تھا اور مجموعی طور پر استصناع کل سرمایہ کاری کا چھ سے نو فیصد کے درمیان رہی جس میں مزید اضافے کی گنجائش ہے۔

اسلامی مالیاتی اداروں میں عقد استصناع کا بطور تمویل طریقہ کار

عقد استصناع کو مالیاتی ادارے عموما ایسے اشیاء کی تمویل کے لئے استعمال کرتے ہیں جن میں صناعت کا پہلو ہو۔ مثلا پلانٹ، سیمنٹ، گیسز کی فراہمی، گاڑیوں کے پرزہ جات کی فراہمی، کنسٹرکشن میٹیریل وغیرہ، ان معاملات میں گھر اور بلڈنگ بنانے کے لئے استصناع بطور طریقہ تمویل بہت کم استعمال ہوتا جارہا ہے جبکہ اس کے علاوہ دوسرے اشیاء کے لئے استصناع کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔[15] اگرچہ استصناع متوازی (یعنی ایسا استصناع جس میں مالیاتی ادارہ کسی تیسرے فریق کے لئے آرڈر پر سامان تیار کرے) کا بھی استعمال ممکن ہے[16] لیکن مالیاتی اداروں میں استصناع ولوکالہ یعنی جس میں کسٹمر (جس کو مالیاتی ادارے نے بنوائی کا آرڈر دیا ہوتا ہے) کو ہی ایجنٹ اور وکیل بنا کر اشیاء کی فروختگی کی ذمہ داری دی جاتی ہے۔

ان اشیاء میں استصناع بطور تمویل استعمال کرنے کا طریقہ کار عموما یہ ہوتا ہے کہ اسلامی مالیاتی ادارہ کے پاس جب اس طرح کے ادارے تمویل کی درخواست کرتے ہیں تو مالیاتی ادارہ ان کی ضرورت کو دیکھتا ہے اور ان اشیاء کی فہرست مرتب کرتا ہے جو ان اداروں میں تیار ہوتی ہوں۔ مثلا اگر کوئی فیکٹری سیمنٹ کی تیاری کا کام کرتی ہے تو مالیاتی ادارہ اس کو بجائے سودی قرضہ فراہم کرنے کے، اس کو پیشکش کرتا ہے کہ مالیاتی ادارہ ان سے سیمنٹ کی خریداری کا معاہدہ کرلے گا اور وہ فیکٹری مالیاتی ادارے کو نقد رقم کی فراہمی کے بدلے مثلا تین مہینہ بعد ایک ہزار بوری سیمنٹ تیار کر کے دے گا۔ جبکہ مالیاتی ادارہ اس سیمنٹ فیکٹری کو اس سیمنٹ کی رقم فی الفور ادا کر دیتا ہے۔ جس سے اس فیکٹری کی رقم کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ اور وہ فیکٹری تین مہینہ بعد مالیاتی ادارے کو ایک ہزار بوری سیمنٹ فراہم کرے گا[17]۔

اس سیمنٹ کی قیمت عام طور پر اس قیمت سے کم ہوتی ہے جو فی الفور مہیا کی جانی والی سیمنٹ کی ہوتی ہے۔ اس میں مالیاتی ادارہ اتنا مارجن ضرور رکھتا ہے کہ اگر تین ماہ بعد سیمنٹ کی قیمت کم بھی ہو جائے تو پھر بھی اس کو نقصان نہ ہو۔

اب اس مالیاتی ادارے کے لئے مستقبل میں یہ ممکن نہیں ہوتا کہ وہ خود مارکیٹ میں اس سیمنٹ کو فروخت کرے کیونکہ نہ تو ان کے پاس مطلوبہ مہارت ہوتی ہے اور نہ ہی کسٹمرز کی ڈیمانڈ، اسی طرح ان کے پاس ان اموال کو ذخیرہ کرنے کے لئے مطلوبہ سہولیات رکھنے والے گودام بھی نہیں ہوتے کہ جن میں ایسی اشیاء رکھی جاسکیں۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لئے یہ مالیاتی ادارے اسی سیمنٹ

کی فیکٹری کے ساتھ ابتداءمیں وکالت کا معاہدہ بھی کر لیتے ہیں۔ جس کی رو سے وہ فیکٹری اس مالیاتی ادارے کے وکیل کی حیثیت سے اس سیمنٹ کو مارکیٹ میں فروخت کردینے کی ذمہ داری اٹھاتا ہے جو عموما منافع کے ساتھ ہی ہوتی ہے کیونکہ مالیاتی ادارے نے جس قیمت پر استصناع کا آرڈر دیا ہوتا ہے وہ مارکیٹ کی رقم سے کم ہوتی ہے۔ استصناع میں خریدی گئی سیمنٹ کی فروختگی کی رقم جمع ہونے کے ساتھ ہی عقد استصناع اپنے تکمیل تک پہنچ جاتا ہے[18]۔

استصناع کے معاملے میں اگر یہ فیکٹری مطلوبہ وقت پر سیمنٹ مہیا نہیں کرتی تو مالیاتی ادارہ اس سیمنٹ کی قیمت میں کمی کردیتا ہے اور جتنی تاخیر ہوتی رہتی ہے اس کی قیمت اسی لحاظ سے گھٹتی رہتی ہے۔اسی طرح اگر فیکٹری معینہ وقت سے پہلے پہلے سیمنٹ مہیا کردیتی ہے اور اس کو مارکیٹ میں بطور وکیل فروخت کرکے رقم بحیثیت وکیل مالیاتی ادارے کے اکاونٹ میں جمع کردیتی ہے تو مالیاتی ادارہ اس کو بطور انعام کچھ رقم دے سکتا ہے۔ اسی طرح اس سیمنٹ کی قیمت کے حوالے سے فروختگی کی کم سے کم رقم بھی مالیاتی ادارہ متعین کردیتا ہے جو عموما kibor[19] بمع بینک کا منافع ہوتا ہے۔ اگر فیکٹری بحیثیت وکیل اس سیمنٹ کو مارکیٹ میں اس سے زیادہ قیمت پر بیچ دیتا ہے تو مالیاتی ادارہ اس فیکٹری کو وہ رقم بطور انعام دے سکتا ہے۔ اگر فیکٹری وہ سیمنٹ مارکیٹ میں فروخت کرکے رقم مالیاتی ادارے کو واپس نہیں کرتی تو قرض نادہندگی کی وجہ سے تاخیری جرمانہ ادا کرنے کا پابند ہوگی۔ جس کو مالیاتی ادارہ شریعہ بورڈ کے احکامات کے تحت خیراتی اداروں میں ادا کرنے کا پابند ہوتا ہے[20]۔

غیر سودی مالیاتی اداروں میں استصناع بطور تمویل استعمال کے مختلف مراحل اور دستاویزات کی تفصیل (Documentation)

غیر سودی مالیاتی اداروں میں جب کسٹمر کی درخواست برائے استصناع منظور کی جاتی ہے تو اس کے بعد استصناع کے بطور تمویل استعمال کے لئے درج ذیل طریقہ کار کو اختیار کیا جاتا ہے۔

پہلا مرحلہ: اس مرحلے میں ان دستاویزات کا ذکر کیا جاتا ہے جن پر بینک اور کلائینٹ ابتدائی مرحلے میں دستخط کرتے ہیں۔

1۔ Master Istisna‘ Facility Agreement اس دستاویز کو اس وقت دستخط کیا جاتا ہے جب مالیاتی ادارہ اور کلائنٹ اس بات پر متفق ہوجائیں کہ دونوں عقد استصناع کریں گے۔ اور کلائنٹ مالیاتی ادارے کی تمام شرائط پر پورا اترتا ہو تو اس دستاویز پر دستخط کیا جاتا ہے۔ یہ دستاویز ایک طرح سے میمورنڈم آف انڈرسٹینڈنگ یعنی باہمی سمجھوتے کی دستاویز کا کام کرتا ہے جس میں فریقین کی ذمہ داریاں اور دونوں کا اسکوپ تحریر کیا گیا ہوتا ہے۔ مثلا یہ کہ استصناع کی مدت کتنی ہوگی، اس کی مالیت کتنی ہوگی، کن کن اشیاء کا استصناع ہوگا، اسی طرح اس دستاویز میں یہ بھی مذکور ہوتا ہے کہ دونوں فریق اپنی اپنی ذمہ داریوں کی احسن طریقے سے ادائیگی کریں گے۔ البتہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس دستاویز کی حیثیت عقد استصناع کی نہیں ہوتی کیونکہ اس میں باقاعدہ طور پر کسی چیز کا آرڈر نہیں دیا جارہا ہوتا۔ اس کی حیثیت ایک طرح سے وعدہ استصناع کی ہوتی ہے اس لئے اس دستاویز میں مطلوبہ مصنوع کی صفات،

تعداد، مقدار وغیرہ کا تذکرہ نہیں ہوتا جو عقد استصناع کے لئے ضروری ہے کیونکہ حقیقتاً عقد استصناع بعد میں اس مرحلے پر ہوتا ہے جب کسی چیز کا آرڈر دیا جانا مقصود ہوتا ہے[21]۔ اور اس وقت Istisna' Contract پر دستخط ہوتے ہیں جس کا تذکرہ نمبر 4 میں آرہا ہے۔

2۔ Master Agency Agreement یہ مالیاتی ادارے کی طرف سے کسٹمر کو عمومی ایجنٹ یا وکیل بنانے کی دستاویز ہے جس کے ذریعہ بینک اسی کسٹمر کو جس سے عقد استصناع ہوا ہے، کو بطور وکیل نامزد کرنے کا ایک طرح سے سمجھوتہ کرتا ہے اور کلاینٹ بھی اس بات سے متفق ہو جاتا ہے کہ وہ ان اشیاء کو جن کو بطور آرڈر بینک کے لئے بنوایا جائے گا ان کو مارکیٹ میں بطور وکیل فروخت کرے گا۔ اس میں بطور وکیل اس کی ذمہ داریوں کا تذکرہ ہوتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ بطور وکیل اس کے معاوضے کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ نیز اس میں مال مصنوع کے ہلاک اور استہلاک کی صورتوں میں ضمان اور عدم ضمان کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ کیونکہ بطور وکیل اس کا قبضہ امانت کا ہوتا ہے اس لئے ہلاک کی صورت میں اس کے ضامن نہ ہونے اور استہلاک کی صورت میں اس کے ضامن ہونے کا ذکر موجود ہوتا ہے۔[22]

3۔ :Security Documents وہ دستاویزات جن کا تعلق رسک یا خطر کو کم کرنے سے ہوتا ہے، ان کو بھی اسی وقت کلاینٹ سے دستخط کرالیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کسٹمر بروقت ان اشیاء کو فراہم نہ کرے یا ان کی فراہمی میں ٹال مٹول کرے۔ یا ناقص اشیاء کی فراہمی ہو تو اس صورت میں مالیاتی ادارہ ان نقصان کی تلافی کے لئے اور رسک کی کمی کے لئے کچھ ضمانتیں لیتا ہے جن میں شخصی ضمانتوں سے لے کر ادارہ جاتی ضمانتیں شامل ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح رہن کی مختلف صورتوں کے ذریعہ سے ایسی صورتحال کی پیش بندی کی جاتی ہے[23]۔

دوسرا مرحلہ: یہ وہ مرحلہ ہے جس میں کلاینٹ اور مالیاتی ادارہ عملی طور پر استصناع کرتے ہیں اور مالیاتی ادارہ کلاینٹ کو کسی چیز کی بنوائی کا آرڈر دیتا ہے۔ اس مرحلے میں مالیاتی ادارے اور کلاینٹ کا کردار شرعی حوالے سے صانع اور مستصنع کا ہوتا ہے اور اسی کے تمام احکام ان پر لاگو ہوتے ہیں اس مرحلے میں درج ذیل دستاویزات پر دستخط ہوتے ہیں۔

4۔ Istisna' Contract اس دستاویز کو حقیقی معنوں میں عقد استصناع کا نام دیا جاسکتا ہے۔ اس لئے اس دستاویز میں ان تمام شرائط کا لحاظ کیا جانا ضروری ہوتا ہے جو عقد استصناع کی شرائط میں ذکر کی گئی ہیں، مثلاً مصنوع کی مقدار، اس کی صفات، تعداد، اس کی قیمت، تاریخ سپردگی، سپردگی کی جگہ، اگر مصنوع کی سپردگی موخر کی گئی تو اس کی قیمت کی گھٹائی وغیرہ کا مکمل تذکرہ ہوتا ہے۔ اس دستاویز پر فریقین دستخط کرتے ہیں اور اسی دستاویز کے مطابق مستقبل میں مصنوع کی فراہمی کی جاتی ہے۔ اس مرحلے پر اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ بینک جس قیمت پر ان اشیاء کی بنوائی کر رہا ہے اس کی قیمت مارکیٹ سے اتنی کم ہو کہ جب بینک ان اشیاء کو مستقبل میں کلاینٹ سے لے کر مارکیٹ میں فروخت کرے تو اس کو فائدہ ہو[24]۔

تیسرا مرحلہ: جب کلائنٹ ان مطلوبہ اشیاء کو بنادیتا ہے تو کلائنٹ کی طرف سے تیار شدہ مال کی سپردگی اور مالیاتی ادارے کی جانب سے اس مال کو قبضہ میں لینے کے لئے درج ذیل دستاویزات کا تبادلہ ہوتا ہے:

5.Goods Conformity Cirtificate اس دستاویز میں کلائنٹ بینک کو اطلاع دیتا ہے کہ وہ مطلوبہ اشیاء جن کا عقد استصناع کے ذریعہ آرڈر دیا گیا تھا، بن چکی ہیں اور وہ اشیاء ان تمام صفات اور شرائط کے مطابق ہیں جن کا استصناع کے عقد میں فریقین کے دستخط شدہ دستاویز میں ذکر کیا گیا تھا، اور یہ کہ تمام اشیاء کسی بھی طرح کے نقصان سے مبرا ہیں۔ گویا کہ اس دستاویز کے ذریعہ بنانے والا یعنی مستصنع، صانع کو اس بات کا یقین دلاتا ہے کہ اس نے ان تمام شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے اس اثاثے کو بنایا ہے جس کا آرڈر دیا گیا تھا[25]۔

6۔Goods Receiving Note اس دستاویز کے ذریعہ بینک اس بات کی یقین دہانی دیتا ہے کہ مالیاتی ادارے نے بنوائی گئی اشیاء کو قبضے میں لے لیا ہے اور اس کی جانچ بھی کی ہے جن کے مطابق وہ اشیاء دئے گئے آرڈر کے مطابق ہیں یا اگر وہ ان صفات کے مطابق نہیں ہیں تو اسی کے مطابق کلائنٹ کو اسی دستاویز کے ذریعہ اطلاع دے دیتا ہے[26]۔

چوتھا مرحلہ: یہ آخری مرحلہ ہوتا ہے کیونکہ اس سے پہلے مرحلے میں GRN یعنی Goods receiving Note کے ذریعہ کلائنٹ یعنی مستصنع سے آرڈر شدہ آشیاء کو وصول کر چکا ہوتا ہے اور اسی کے ساتھ ہی عقد استصناع اپنے تکمیل کو پہنچ چکا ہوتا ہے۔ اور دونوں کے درمیان صانع اور مستصنع کا تعلق اختتام کو پہنچ چکا ہوتا ہے۔ اب عقد استصناع کی تکمیل کے بعد بنائی گئی اشیاء مالیاتی ادارے کی تحویل اور ضمان میں منتقل ہو گئی ہوتی ہیں۔ اس کے بعد ان اشیاء کا رسک مالیاتی ادارے کا ہوتا ہے اس مرحلے میں اگر ان اشیاء کو کوئی آفت سماوی یا بنا کسی کے تعدی و تقصیر کے نقصان پہنچتا ہے تو اس کی ذمہ داری مالیاتی ادارے کی ہوتی ہے۔ اس مرحلے پر مالیاتی ادارہ اور کلائنٹ ایجنسی ایگریمنٹ کرتے ہیں جس کے تحت دونوں کے درمیان اس مرحلے پر وکیل اور موکل کا تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ اور وکیل کا قبضہ، شرعا قبضہ امانہ متصور ہوتا ہے جس میں تعدی اور تقصیر کے بغیر اثاثے کو پہنچنے والے نقصان کی ذمہ داری وکیل پر نہیں ہوتی[27]۔ اور کلائنٹ بحیثیت ایجنٹ اس مرحلے میں ان اشیاء کے نقصان کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔ اس مرحلے پر مالیاتی ادارے اور کلائنٹ کے درمیان درج ذیل دستاویزات پر دستخط ہوتے ہیں:

7: Agency Agreement اس دستاویز کے ذریعہ بینک کلائنٹ کو بطور وکیل ان اشیاء کی فروختگی کے لئے وکیل بناتا ہے جن اشیاء کو بینک نے بطور استصناع بنوایا ہوتا ہے۔ اس دستاویز میں کلائنٹ کو Minimum sale price کا تعین کر دیا جاتا ہے کہ ان اشیاء کی کم سے کم قیمت اتنی ہے اور اس سے کم میں بیچنے کی اجازت بطور وکیل کو نہیں ہے۔ عموما یہ قیمت اتنی ہوتی ہے جتنی میں بینک کو اصل رقم بمعہ اتنی مدت کا منافع ملے اور منافع کے لئے بینچ مارک کے طور پر Karachi Inter Bank Offered Rates جس کو عرف عام میں KIBOR کہا جاتا ہے، کو لیا جاتا ہے۔ اس دستاویز میں یہ بھی لکھا گیا ہوتا ہے کہ اگر وکیل ان اشیاء کو

Minimum sale price سے زیادہ قیمت میں فروخت کر دیتا ہے تو بینک اپنے اخراجات کو نکال کر باقی ماندہ اضافی رقم وکیل کو بطور انعام دے سکتا ہے۔اس طریقے سے بینک کو KIBOR بمعہ جتنا منافع اس کا مقصد ہوتا ہے وہ مل جائے گا اور باقی ماندہ کسٹمر کو مل جائے گا۔اسی طرح سے اس عقد میں ان اشیاء کی تفصیل بھی لکھی ہوتی ہے جن کا بیچنا مقصود ہے۔ نیز اس میں مدت کا تعین بھی ہوتا ہے کہ اس وکالت کی اتنی مدت ہے اور اتنی مدت میں ان اشیاء کی فروختگی کے لئے وکالت کا عقد کیا جارہا ہے۔ مجوزہ خریداروں کی لسٹ یا ان کی صفات کا تعین بھی کر دیا جاتا ہے تاکہ ان اشیاء کی فروختگی کے بعد رقم کی وصولیابی میں مسائل نہ ہوں، اسی طرح وکالت کی اجرت کا تعین بھی کر دیا جاتا ہے[28]۔

8۔Confirmation of sale of Goods جب وکیل ان اشیاء کو بیچ دیتا ہے تو پھر وہ بینک کے ساتھ رابطہ کرتا ہے کہ اس نے ان اشیاء کو بطور بینک کے وکیل کے بیچ دیا ہے اور اس دستاویز کے ذریعہ بینک کو اطلاع دیتا ہے۔اس دستاویز میں وکیل ان تمام گاہکوں کے نام، بیچی گئیں اثاثوں کی تفصیل اور ان کی قیمت درج کرتا ہے۔ اگر وہ اشیاء نقد قیمت پر بیچی گئیں ہیں تو وہ تمام قیمت بینک کے اکاونٹ میں جمع کرنے کی تفصیل بیان کر دیتا ہے اور اگر ادھار پر بیچی گئیں ہیں تو وہ ان کی تفصیل بیان کر دیتا ہے[29]۔

یہ وہ مرحلہ ہوتا ہے کہ جس میں استصناع ایک تمویل کے عقد میں منتقل ہو جاتا ہے اور بینک اس عقد کی کمائی کو اپنے شرکاء یا مضاربین کے ساتھ تقسیم کر سکتا ہے۔اس سے پہلے جتنے بھی مراحل تھے ان میں بینک نے یا تو آرڈر دیا ہوا تھا یا ان اشیاء کا مالک تھا یا ان اشیاء کو فروختگی کے لئے رکھا ہوا تھا۔اس لئے وہ ان اشیاء کا منافع تقسیم نہیں کر سکتا تھا۔اب اس مرحلے پر چونکہ استصناع کی اشیاء بک گئی ہوتی ہیں اس لئے ان اشیاء کے منافع کو تقسیم کیا جاسکتا ہے۔مالیاتی اداروں کی اصطلاح میں اس مرحلے پر *Advance Against Istisna*' سے اس کو *Istisna' Financing* میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔اور اس پر منافع قابل تقسیم منافع کے ساتھ جمع کر دیا جانا شروع ہو جاتا ہے[30]۔ مدت کے اختتام یا اس سے پہلے پہلے کلاینٹ بطور ایجنٹ ان رقوم کو بینک کے متعین شدہ اکاونٹ میں جمع کر دے گا۔اور اگر مقررہ تاریخ سے پہلے جمع کر دیتا ہے تو بینک ایجنٹ کو بطور انعام کچھ رقم دے سکتا ہے اسی طرح اگر وہ اس کے جمع کرنے میں تاخیر کرتا ہے تو اس کو انعام کی رقم نہیں ملتی۔اور اس اکاونٹ میں رقم کے جمع ہونے کے ساتھ استصناع کا عقد تکمیل کو پہنچ جاتا ہے۔

استصناع بطور تمویل اور عملی مسائل: مالیاتی اداروں میں کئے جانے والے استصناع میں عملی طور پر چند امور قابل توجہ ہیں:

1۔استصناع کے منافع کی تقسیم: جیسا کہ پچھلی تفصیل سے واضح ہوا کہ حقیقتاً عقد استصناع میں منافع یا نقصان کا تعین اس وقت ہوتا ہے جب وکیل ان اشیاء کو مارکیٹ میں فروخت کر دیتا ہے اور اس کی تفصیلات بینک کو پیش کر دیتا ہے۔اس سے پہلے استصناع میں منافع یا نقصان کا تعین ممکن نہیں ہوتا کیونکہ اس سے پہلے تو بینک نے صرف ان اشیاء کی بنوائی کا آرڈر دیا ہوتا ہے اس مرحلے پر Advance Against Istisna' کی انٹری میں اس رقم کا اندراج ہوا ہوتا ہے اس کے بعد جب ان اشیاء پر بینک خود یا بذریعہ

مقدم قبضہ کر لیتا ہے تو اس مرحلے پر اس کا اندراج Assets یعنی اثاثوں کے ضمن میں ہو جاتا ہے اور عمومی طور پر اثاثوں کے ضمن میں ہوتے ہوئے ان کے منافع کا تعین نہیں ہو پاتا اس لئے اس آخری مرحلے سے پہلے کہ جس میں استصناع کا اندراج فروختگی کے بعد Istisna‘ Finance کے ضمن میں ہو جاتا ہے عقد استصناع کے منافع کی تقسیم کرنا درست نہیں۔ بلکہ جب تک وکیل ان اشیاء کی باقاعدہ طور پر فروختگی کا ثبوت نہ پیش کر دے اس وقت تک بینک ان اشیاء کے نفع یا نقصان کو اپنے ڈیپازٹرز میں تقسیم نہیں کرنا چاہیے۔[31] عموماً اس ضمن میں اتنی احتیاط نہیں ہو پاتی اور مرحلہ وار اندراج نہیں ہوتا جس کی وجہ سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ جیسے ہی استصناع کے بینک کا اکاونٹ Debit کر دیا جاتا ہے یعنی بینک کے اکاونٹ سے پیسے نکل کر کلائینٹ کے پاس چلے جاتے ہیں تو عدم احتیاط یا عدم علم کی بناء پر یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ اسی دن سے منافع کو بھی قابل تقسیم منافع کے پول میں لے جا کر شرکاء میں تقسیم کرنا چاہیے۔ اس بات کی احتیاط کرنی چاہیے کہ اگرچہ ان ایام کا منافع گنا جا سکتا ہے لیکن اس کو تقسیم تب کیا جا سکتا ہے جب حقیقی نفع کا تعین ہو اور وہ تب ہوتا ہے جب مستصنع ان اشیاء کو مارکیٹ میں نقد یا ادھاری صورت میں فروخت کر دیتا ہے اور دیون یا نقود کی شکل میں منافع کا تعین ہو جاتا ہے۔ اس سے پہلے کسی بھی رقم کی تقسیم کو منافع قرار دے کر تقسیم کرنا درست نہیں۔ نہ ہی پہلے مرحلے میں کہ جب صرف استصناع کے لئے کلاینٹ کو رقم دی جاتی ہے اور نہ ہی دوسرے مرحلے پر کہ جب کلاینٹ اس اثاثے کو بینک کے سپرد کر دیتا ہے اور بینک اس اثاثے کو اپنے کھاتوں میں Assets یا اثاثوں کے طور پر ریکارڈ کرتا ہے کیونکہ اس وقت ان اثاثوں کی مارکیٹ ویلیو ریکارڈ نہیں کی جاتی بلکہ بک ویلیو درج کی جاتی ہے جس سے منافع یا نقصان کا تعین ممکن نہیں۔ ان کے منافع یا نقصان کو تب ہی ریکارڈ اور تقسیم کیا جا سکتا ہے جب حقیقی طور پر مارکیٹ میں فروخت ہو جائیں اس لئے صرف اسی وقت ہی ڈپازٹرز کو اس عقد کا نفع یا نقصان منتقل کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے مالیاتی اداروں کو ایسے اشخاص کی ذمہ داری لگانی چاہیے جو اس عقد کے لوازمات سے واقف ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی اکاونٹنگ سے بخوبی واقف ہوں۔

2۔ وکیل کی جانب سے مصنوع کی مارکیٹ میں فروختگی

جب آخری مرحلے میں بینک وکیل کو مارکیٹ میں فروختگی کا وکیل بناتا ہے تو اس مرحلے میں وکیل اگر بینک کو دستاویزات جمع کرے کہ وہ ان اشیاء کو مارکیٹ میں فروخت کر چکا ہے تو بینک کو انتہائی حزم و احتیاط کے ساتھ ان دستاویزات کا جائزہ وکالت نامے میں درج اشیاء کے ساتھ ضرور کرے کہ کیا یہ ان اشیاء کی فروختگی کی دستاویزات ہیں جن کی فروختگی کے لئے اس کو وکیل بنایا گیا تھا یا فقط بینک کو پیسے جمع کرنے کی خاطر دستاویزات کا سہارا لیا جانا مقصود ہے۔ کیونکہ بسا اوقات کلاینٹ پر یہ دباؤ ہوتا ہے کہ اگر وہ ان اشیاء کی فروختگی کی قیمت بروقت جمع نہیں کرے گا تو مستقبل میں اس کو ادارے کے ساتھ مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اسی طرح وہ اپنی سہولت کو بھی مدنظر کر رکھتے ہوئے اس اشیاء کو فروخت شدہ اشیاء کی فہرست میں ڈال دیتا ہے۔ اسی طرح کچھ کلائنٹ مدت کے اختتام پر رقم کی واپسی کو اصل سمجھتے ہیں اور عقد کی بنیاد کے بارے میں علم نہیں رکھتے اس لئے وہ فروختگی کی رسیدوں کی اہمیت کو نہیں سمجھتے اور رقم

جمع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ مالیاتی ادارے کو اثاثے میں اپنے نفع ونقصان علم فقط ان رسیدوں سے ہو سکتا ہے جو آخری مشتری کو فروختگی سے حاصل ہوئی ہوتی ہیں۔ اس لئے مالیاتی اداروں کو ان رسیدوں کے حصول اور شریعہ آڈٹ اور شریعہ کمپلائنس کے جائزوں میں ان کا احتیاط سے ریویو کرنا چاہئے[32]۔ اس طرح کی غلطیوں سے بچنے کے لئے مالیاتی اداروں کو اپنے کلائنٹس کو رہنمائی اور ضروری ٹریننگ کی خدمات مہیا کرنی چاہئے تاکہ ان کو بھی شرعی معاملات اور اس میں تقدیم وتاخیر کے اثرات سے بخوبی واقفیت ہو اور اس طرح کی غلطیوں سے بچنا ممکن ہو سکے۔

3۔ وکیل کی جانب سے خریدار کا انتخاب

استصناع میں اگر کلائنٹ بحیثیت وکیل مالیاتی ادارے کے اثاثوں کو فروخت کرتا ہے اور پھر وہ شخص جو خریداری کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرتا ہے تو عمومی طور پر اس طرح کی صورتحال سے بچنے کے لئے کچھ اداروں میں یہ شرط لگائی جاتی ہے کہ وکیل کو صرف ان لوگوں کو بینک کی اشیاء کی فروختگی کی اجازت ہوتی ہے جو کسی بینک کی گارنٹی پیش کر کے ان اشیاء کی خریداری میں دلچسپی کا اظہار کریں۔ ان کے علاوہ کسی اور کو فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہوتی[33]۔

تاہم کچھ مالیاتی اداروں میں اس کے بجائے یہ طریقہ کار دیا گیا ہے کہ اس صورت میں جس شخص یا ادارے کو اثاثہ فروخت کیا گیا ہے اور وہ ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لے رہا ہے تو اس تاخیر کا جرمانہ بھی اس ادارے سے لیا جائے جو بینک کے لئے بطور وکیل کام کر رہا ہے اور جس نے وہ اثاثہ فروخت کیا ہے۔ اس صورت میں اگر واقعتاً یہ ثابت ہو جائے کہ وکیل نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی یا اس نے قصداً اور جان بوجھ کر ایسے شخص یا ادارے پر وہ اثاثہ فروخت کیا جس کی مالی حیثیت مستحکم نہیں تھی یا مارکیٹ میں اس کی ریپوٹیشن اچھی نہیں تھی تو اس صورت میں واقعتاً تعدی اور تقصیر کی وجہ سے حقیقی نقصان کی تلافی لازم آتی ہے[34] لیکن اگر اس نے اپنی مکمل صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے تمام معاملات سرانجام دیئے ہیں تو اس صورت میں اس پر جرمانہ لگانا درست نہیں۔

اسی طرح کچھ اداروں میں اس تجویز پر بھی عمل ہو رہا ہے کہ جس ادارے یا شخص کو یہ وکیل اشیاء بیچ رہا ہوتا ہے تو بینک اس میں شرط لگاتا ہے کہ اشیاء کی فروختگی صرف ان افراد پر ہو گی جو کسی بینک کی گارنٹی پیش کریں اور اس گارنٹی کی نوعیت یہ ہوتی ہے کہ وہ بینک اس بات کی ضمانت لیتا ہے کہ اگر یہ شخص ان خریدی گئیں اشیاء کی قیمت بروقت ادا نہیں کر پاتا تو اس صورت میں بینک ان خریدی گئیں اشیاء کی قیمت ادا کرے گا اور بعد میں وہ دوسرا بینک اس خریدار سے اس رقم کی وصولیابی کے لئے رجوع کرے گا۔ اس صورت میں بینک عدم ادائیگی کے رسک سے نکل آتا ہے۔ عصر حاضر میں کچھ بینکوں میں اس پر عمل ہو رہا ہے۔

4۔ استصناع اور وکالت

جیسا کہ گذر چکا کہ جو مالیاتی ادارے عقد استصناع کرتے ہیں وہ ان استصناع کے طور پر بنائے گئے اشیاء کو خود فروخت نہیں کرتے بلکہ ان اشیاء کی فروختگی کے لئے اسی کسٹمر کو وکیل بنا دیتے ہیں۔ اس دونوں معاملوں میں احتیاط کی ضرورت اس لحاظ سے ہے کہ

دونوں عقود الگ الگ ہونے چاہئے اور ان کو ایک دوسرے سے مشروط اس لئے نہیں ہونا چاہئے کہ ایک معاملہ دوسرے کے ساتھ مشروط ہو کیونکہ اس صورت میں یہ صفقتان فی صفقة والی صورت بن جائے گی، یعنی ایک معاملہ میں دوسرا معاملہ اس طرح داخل کرنا کہ دونوں معاملات ایک دوسرے کے ساتھ مشروط ہوں جس سے شریعت نے منع کیا ہے۔ عن ابن مسعود قال: الصفقتان فی الصفقة قال عبدالله لاتحل الصفقتان فی الصفقة.[35] "ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک معاملے میں دو معاملے جمع کرنا جائز نہیں ہے"۔اسی طرح اگر استصناع کو وکالت کے ساتھ مشروط کر دیا تو اس سے بیع بشرط کی قباحت لازم آئے گی جس سے شریعت میں منع کیا گیا ہے[36]۔تاہم بعض محققین علماء کی رائے پر عمل کرتے ہوئے اگر وکالت کو صلب عقد کا حصہ نہ بنایا جائے اور استصناع اور وکالت دو الگ الگ معاملات اس طرح کئے جائیں جو ایک دوسرے سے مشروط نہ ہوں تو اس کی گنجائش نکل آتی ہے[37]۔اس لئے مالیاتی اداروں کو اس میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے اور اپنے معاہدات کی تیاری اور ان کی عملی تطبیق میں اس کا لحاظ کرنا چاہئے کہ صفقہ فی صفقہ اور بیع مشروط سے بچا جاسکے۔

5۔Goods Receiving Note اور اثاثے پر قبضہ

جیسا کہ گزر چکا کہ یہ وہ دستاویز ہے کہ اس پر اس وقت دستخط کئے جاتے ہیں جب کلاینٹ سے مالیاتی ادارہ اثاثہ وصول کرتا ہے۔اور اس سے پہلے یہ اثاثہ کلاینٹ کے ضمان میں ہوتا ہے اور اس کے بعد یہ مالیاتی ادارے کے ضمان میں آجاتا ہے۔چونکہ ضمان کی منتقلی سے اس کی ہیئت مکمل بدل جاتی ہے اس لئے اس دستاویز پر دستخط کرتے ہوئے مالیاتی ادارے کو اپنے ملازمین یا مقدم کی خدمات حاصل کرنی چاہیئں۔ نیز جس وقت اثاثے کی تحویل میں لینے کا وقت آتا ہے تو عملی طور پر اس حوالے سے دو چیزوں کا بہت خیال رکھنا چاہے۔

الف۔اثاثے کی فروختگی سے پہلے اس پر مالیاتی ادارے کا قبضہ ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ احناف میں حضرت امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ اگرچہ غیر منقولی اشیاء میں بیع قبل القبض کے قائل ہیں لیکن منقولی اشیاء میں وہ بھی بیع قبل القبض کو جائز نہیں سمجھتے۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

أنه لا يصح بيع المنقول قبل قبضه........ وذلك للحديث المذكور برواياته، فإنه منهي عن بيع المبيع قبل قبضه. ولأن في البيع قبل القبض غرر انفساخ العقد الأول، على تقدير هلاك المبيع في يد البائع، وإذا هلك المبيع قبل القبض ينفسخ العقد، فيتبين أنه با ع ما لا يملك[38]

حدیث میں منقولی اشیاء کی بیع قبضہ کرنے سے پہلے پر ممانعت آئی ہے۔کیونکہ ایسے بیع میں غرر کا قوی امکان ہے کہ شاید پچھلا معاملہ فسخ ہو جائے مثلاً اگر مبیع قبضہ میں آنے سے پہلے ضائع ہو جائے تو گویا کہ یہ بیع مالا یملک کی طرح ہے۔

اس سلسلے میں مالیاتی ادارے ان معاملات میں مقدم ضرور نامزد کریں جو مستقل بنیادوں پر کسٹمر سے اس اثاثے کا قبضہ لیتا رہے چاہے مختصر عرصہ کے لئے کیوں نہ ہو۔ جس کے بعد وہ اس کسٹمر کو بحیثیت وکیل اس اثاثے کا قبضہ دیں تاکہ وہ اس کو فروخت کر سکیں۔

ب۔افراز کی شرط اور استصناع کے اثاثے

اسی طرح استصناع میں اس بات کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ مبیع پر مالیاتی ادارہ مکمل طور پر قبضہ کریں اور اس قبضہ میں افراز یعنی مالیاتی ادارے نے جو اثاثہ خریدا ہے اس کو مکمل طور پر الگ کرکے قبضہ لے۔ کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ بہت ساری اشیاء ایسی ہوتی ہیں جو مخلوط ہوتی ہیں یعنی اگر مالیاتی ادارے نے موبائل کا آرڈر دیا ہوا ہے اور وہ کسٹمر ان موبائل کو کنٹینر میں مہیا کررہا ہے جس میں اس کے اپنے موبائل بھی موجود ہیں اسی طرح اگر گھی یا آئل کا استصناع کیا گیا ہے اور کنٹینر میں مالیاتی ادارے اور کسٹمر کا مال آیا ہے تو قبضہ کی صورت یہی ہوگی کہ کسٹمر کے مال سے ادارے کے مال کو الگ اور ممتاز کرکے قبضہ لیا جائے اور اس کے بعد کسٹمر کو اس مال کی فروختگی کا وکیل بنایا جائے۔ عمومی طور پر ان اشیاء کے قبضہ میں ان باتوں کا خیال نہیں رکھا جاتا جس سے قبضہ مکمل نہیں ہو پاتا۔ حالانکہ اس صورت میں افراز ضروری ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ تخلیہ اور قبضہ کی بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مبیع کا مفرز اور غیر کے حق سے غیر مشغول ہونا ضروری ہے۔ لامانع بان یکون مفرزا غیر مشغول بحق غیرہ[39] علامہ ابن نجیم المصری بھی اسی کے قائل ہیں۔ والثالث ان یکون المبیع مفرزا غیر مشغول بحق غیرہ۔[40] فتاوی عالمگیریہ میں اس کو مبیع کی سپردگی کی بحث کرتے ہوئے زیادہ وضاحت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔وتسلیم المبیع ان یخلی بین المبیع و بین المشتری علی وجه یتمکن المشتری من قبضه بلا حائل ویعتبر فی التسلیم ن یکون المبیع مفرزا غیر مشغول بحق غیرہ[41]۔ مبیع کی سپردگی کے لئے ضروری ہے کہ مبیع اور خریدنے والے کے درمیان اس طرح کا تخلیہ ہو کہ مشتری اس میں تصرف پر قادر ہو اور سپردگی میں مبیع کا مفرز ہونا ضروری ہے کہ وہ کسی اور کے حق کے ساتھ مشغول نہ ہو۔لہذا ایسی صورتوں میں مالیاتی اداروں کو قبضہ کرتے ہوئے احتیاط کرنا چاہئے۔

6۔قیمت کا گھٹنا یا شرط جزائی لگانا

اس کو عام طور پر شرط جزائی سے تعبیر کیا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مالیاتی ادارے نے جس کمپنی یا فیکٹری کو استصناع کا آرڈر دیا ہے اس کے ساتھ یہ شرط لگائے کہ اگر صانع وہ چیز طے شدہ مدت میں فراہم نہ کرے تو اس کی قیمت وہ نہیں ہوگی جو طے شدہ ہے بلکہ اس میں سے اتنی رقم کم ہو جائے گی۔

عصر حاضر کے مالیاتی اداروں میں عام طور پر استصناع ایگریمنٹس اس طرح کی شق پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا شریعت کی نظر میں ایسی کوئی شق لگانا عقد استصناع میں صحیح ہے یا نہیں؟

علامہ ڈاکٹر مصطفی احمد الزرقاء فرماتے ہیں کہ آج کل اقتصادی معاملات میں تیزی آنے کی وجہ سے اگر ایک فریق ایک دن بھی تاخیر کرے تو دوسرے فریق کو ناقابل تلافی نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔ اس لئے اگر عقود میں ایسی کوئی شرط شامل کردی جائے اور وہ شرط ملکی قوانین اور شریعت سے متصادم نہ ہو تو یہ شرط لگانا جائز ہے[42]۔اس کی نظیر اجارہ میں بھی ملتی ہے۔ فقہاء نے اس بات کی اجازت دی

ہے کہ اگر کسی درزی کے ساتھ اس پر معاملہ ہو جائے کہ اگر وہ ایک ہفتہ میں کپڑا سی کر دے دے تو اس کو 100 روپے معاوضہ ملے گا اور اگر اس نے ایک ہفتے سے زائد مدت میں وہ کپڑے سی کر دئے تو اس کو معاوضہ پچاس روپے ملے گا تو یہ عقد جائز ہے[43]۔ اسی طرح استصناع میں بھی صانع کی طرف سے مطلوبہ چیز کی طے شدہ وقت میں فراہمی کی صورت میں ایک قیمت اور تاخیر سے قیمت میں کمی کی صورت میں جرمانہ مقرر کیا جاسکتا ہے۔

اسلامی فقہ اکیڈمی نے بھی اپنے 12 ویں سیشن میں اسی حوالے سے قرارداد نمبر (12/3)109 منظور کی ہے۔

It is permissible, For instance, to make a penalty provision on the contractor in contractual Agreement, the deliverer in delivery contracts and the manufacturer in Istisnaʿ Contracts who fails to or delay in meeting his commitments.

"یہ جائز ہے کہ جرمانے کی شق، ٹھیکداری معاہدے میں ٹھیکدار پر، اور ڈلیوری کرنے والے پر اور مینوفیکچرر پر مینوفیکچرنگ کے معاہدے میں لگائی جائے اگر وہ مطلوبہ چیز کی فراہمی میں ناکام ہو جائے یا اس میں تاخیر کر دے۔[44]

اس طرح اپنے ساتویں سیشن میں قرارداد نمبر 7/3/65 منظور کی"۔

The Istisnaʿ Contract may include a penalty clause if so agreed by the two contracting parties, subject to the case of force majeure.

"استصناع کے معاہدے میں دونوں فریقوں کی رضامندی سے جرمانے کی شق شامل کی جاسکتی ہے، عقد استصناع میں جب مالیاتی ادارہ کلاینٹ کو کسی چیز کا آرڈر دیتا ہے تو اس وقت یہ طے ہوتا ہے کہ اگر اثاثہ مطلوبہ وقت میں مہیا کر دیا گیا تو اس کی قیمت اتنی ہوگی لیکن اگر کلاینٹ نے مطلوبہ اثاثہ وقت پر مہیانہ کیا بلکہ اس میں تاخیر کی تو اس صورت میں اس اثاثے کی قمت گھٹ کر کم ہو جائے گی"[45]۔

7۔ اثاثے کی عدم فروختگی

کچھ مالیاتی اداروں میں یہ بھی تجویز دی گئی کہ وہ اپنے رسک کو کم کرنے اور خسارے کے امکان کو تقریباً ختم کرتے ہوئے، کلاینٹ کو وکیل بناتے وقت یہ شرط بھی لگائیں کہ اگر وکیل نے اثاثہ اتنی مدت میں نہ بیچا یا اتنی قیمت پر نہیں بیچا جتنی قیمت مالیاتی ادارے کو مطلوب ہے تو اس صورت میں وکیل اتنا جرمانہ ادا کرنے کا پابند ہوگا۔

اس قسم کی شرط لگانا وکالت کے معاہدے کے تقاضوں کے منافی ہے کیونکہ بحیثیت وکیل اس کو اپنے صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ان اشیاء کو بہتر سے بہتر قیمت پر مارکیٹ میں بیچنے کی کوشش کرنی ہے۔ تاہم نہ بیچنے کی صورت میں اس پر جرمانہ لگانا درست نہیں[46]۔ ہاں اگر وہ اپنی مکمل صلاحیتوں کو استعمال نہیں کرتا اور یہ بات ثبوت کے ساتھ واضح ہو جائے کہ اس کی بدنیتی کی بنا پر مالیاتی ادارے کو حقیقی نقصان ہوا ہے تو اس صورت میں اس حقیقی نقصان کی تلافی کے لئے اس کو ذمہ دار قرار دیا جاسکتا ہے[47]۔ کیونکہ وکیل امین ہوتا ہے اور صرف تعدی اور تقصیر و کوتاہی کی صورت میں اس کو ضامن قرار دیا جاسکتا ہے۔

خلاصہ اور سفارشات

استصناع کے حوالے سے اسلامی مالیاتی اداروں کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے بآسانی یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس عقد کو بطور تمویل استعمال کرنے سے جو فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں، اس حد تک حاصل نہیں کئے گئے، اسٹیٹ بینک آف پاکستان اور اسلامی بینکوں کو اس جانب مزید پیش رفت کی ضرورت ہے تاکہ بحیثیت تمویل اس عقد سے زیادہ فائدہ حاصل کیا جاسکے۔ اسی طرح مرکزی بینک بھی عقد استصناع کے حوالے مزید تحقیق اور ہدایات کا اجراء یقینی بنائے تاکہ اسلامی بینکس ان ہدایات کی روشنی میں واضح طور پر اپنے گاہکوں کو استصناع کی سہولت مہیا کرسکیں۔ لیکن ان تمام گزارشات کے ساتھ ساتھ اسلامی مالیاتی اداروں کے لئے سر فہرست، استصناع کے بطور تمویل اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ وہ شریعہ کمپلائنس یعنی شرعی اصولوں کی پابندی کرتے ہوئے اس سہولت سے فائدہ اٹھائیں۔ ان اداروں کے لئے لازمی ہے کہ ان تمام شرائط کی پابندی کریں جو ان پراڈکٹس کی شرعی ہونے کے لئے لازمی قرار دی گئیں ہیں کیونکہ ان کے بغیر پھر اسلامی ہونے کا دعوی درست نہیں ہوگا۔ اسی طرح ان کے لئے یہ بھی لازمی ہے کہ متعلقہ عملے کی تربیت اور ٹریننگ کا انتظام کریں جو عملی طور پر ان عقود کو کسٹمرز کے ساتھ کرنے میں شریک ہوتے ہیں تاکہ وہ ہر دستاویز کو بروقت کسٹمر سے دستخط کرلیا کریں۔ اسی طرح قبضہ لینے میں بھی وہ اس کی شرائط کا مکمل خیال رکھیں۔ اسلامی مالیاتی اداروں کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے ان کسٹمرز کی، جن کے ساتھ عقد استصناع کیا جارہا ہے، تربیت کا انتظام کریں تاکہ وہ ان عقود کو سمجھ کر کریں اور ان غلطیوں سے بچیں جن کی وجہ سے اس عقد کے اطلاقی مرحلے میں غلطی کا اندیشہ ہو۔

مصادر و مراجع

[1]۔المنجد، جماعة علماء المستشرقین، ص 437۔

[2]۔رد المحتار، الشامی، ابن عابدین محمد امین، ج 5، ص 223۔

[3]۔بدائع الصنائع، الکاسانی، علاء الدین ابو بکر ابن مسعود، ج 5، ص 2

[4]۔بدائع الصنائع، الکاسانی، علاء الدین ابو بکر ابن مسعود، ج 5، ص 3

[5]۔ایضاً۔

[6]۔الاستصناع، الدکتور سعود ابن سعد، ص 78، 79۔

[7] http://www.sbp.org.pk/departments/BCDC_Cir.htmretrieved on 8th October 2018

[8] http://www.sbp.org.pk/ibd/faqs.asp.retrieved on 8th October 2018

[9] Report on Islamization of financial system in Pakistan .p.191

[10] http://www.sbp.org.pk/press/Essentials/Essentials-Mod-Agreement.htm retrieved on 8th October 2018

[11] http://www.sbp.org.pk/ibd/2008/C2.htmretrieved on 8th October 2001

[12] http://www.sbp.org.pk/ibd/pdf/Handbook-(ISME).pdf, retrieved on 8th October 2018

[13] http://www.sbp.org.pk/ibd/bulletin/2017/Mar.pdf, retrieved on 8th October 2018

[14] http://www.sbp.org.pk/ibd/bulletin/2018/Jun.pdfretrieved on 8th October 2018

[15] http://www.hbl.com/istisna.

[16]An introduction to Islamic finance, Mufti Muhammad Taqi Usmani, p ,139

[17] Journal syariah,10:2 2002 99-108 Istisna in Islamic banking: Concept and Application Joni Tamkin Burhan

[18] Application of Istisna in Islamic financial institutions p 28 by Muhammad Abu Bakr

[19] Karachi interbank offered rates, which is equal to the average interest rate at which term deposits are exchanged between prime banks in the Pakistani interbank market. https://www.researchgate.net/post/What_is_KIBOR_bid_and_offer_rate retrieved on 10 Nov, 2018.

[20] Istisna manual of the bank of Punjab, p 09

[21] http://www.bnm.gov.my/guidelines/05_shariah/06_concept_paper_shariah_para_ref_5_draft.pdf

PP. 5-12 *retrieved on 31 December , 2001*

[22] Ibid

[23] Introduction to Istina Contract, Bank of Punjab Islamic Banking p. 9 to 17

[24] Istisna Policy: published by Islamic Banking & Takaful Department, bank Negara Malasia PP 29-35

[25] Manual of BOP for Istisna p 14

[26] Manual of BOP for Istisna p 14

[27] تحفة المحتاج بشرح المنہاج، عبد الحمید الشروانی، ج 7، ص 110

[28] Bank islami Istisna Manual PP:49-56

[29] Ibid

[30]Accounting for Istisna and Parallel Istisna, retrieved from, https://kantakji.com/media/165579/file2758.pdf retrieved on 31 December, 2018

[31] https://kantakji.com/media/165579/file2758.pdf

[32] Bank Islamic guide for Sharia Review:p29

[33] Istisna manual of bank of Punjab, p23

[34]۔الکافی، یوسف ابن عبد البر، ج5، ص394۔

[35]۔ مصنف عبد الرزاق، ابو بکر عبد الرزاق الصنعانی رقم الحدیث:14637، 139/8۔

[36]۔ردالمحتار، ابن عابدین الشامی، ج7، ص281

[37]غیر سودی بینکاری، مفتی تقی عثمانی، ص256

[38]۔الہدایہ، برہان الدین مرغینانی، ج6ص136

[39]۔ردالمحتار، ابن عابدین الشامی، ج7ص96

[40]۔غمز عیون الابصار زین العابدین ابن نجیم المصری ج2ص289

[41]۔الفتاوی الہندیہ، مولوی نظام الدین وجماعۃ العلماء، ج3ص18

[42]۔المدخل الفقہی العام، مصطفی احمد الزرقاء، ج2، ص710

[43]۔ردالمحتار، الشامی، ابن عابدین محمد امین، ج5، ص311

[44] Resolutions and Recommendations of Islamic Fiqh Academy.p.252

[45]-ایضاً، ص137

[46]، محمد ابن حسین شواط، الوکالۃ وآحکامھا فی الفقہ الاسلامی http://www.alukah.net/sharia/0/69945/ retrieved on 29th nov,2018

[47]-الکافی، یوسف ابن عبد البر، ج5، ص394